رقص کی شرعی حیثیت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

رقص جاہل و بے عقل اور بے دین صوفیوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ یہ بالاجماع ممنوع ہے۔ سلف صالحین وائمہ دین میں سے کوئی اس کا قائل وفاعل نہیں رہا، البتہ اہل علم سے اس کی مذمت اور ممانعت ضرور ثابت ہے۔

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے (م ۸۵۵ھ) نے صوفیوں کی کارستانیوں کے ذکر وردّ میں کیا خوب کہا ہے: **ولا اعتبار لما أبدعته الجهلة من الصّوفية فی ذلک (أی الغناء وغيره) ، فإنّک إذا تحقّقت أقوالهم فی ذلک ورأيت أفعالهم وقفت علی آثار الزنادقة منهم .** ’’اور (غناء وغیرہ کے نام پر) جاہل صوفیوں نے جو بدعات نکال لی ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ آپ جب اس بارے میں ان کے اقوال کی تفتیش کریں گے اور ان کے افعال کو دیکھیں گے تو ان میں بے دین وزندیق لوگوں کی علامات پائیں گے۔‘‘

(عمدة القاری : ۲۱/۴۰۱)

رقص غیر شرعی رسم ہے، جو دین کے نام پر جاری کردی گئی ہے، لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ نہیں ہوسکتی۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (م ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں: **وقد انعقد اجتماع العلماء أنّ من ادّعی الرّقص قربه إلی الله تعالیٰ فقد کفر .** ’’اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق واجماع واقع ہوچکا ہے کہ جو شخص رقص کو قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دے، وہ کافر ہے۔‘‘

(صید الخاطر لابن الجوزی : ص ۱۵۴)

علامہ احمد طحطاوی حنفی (م ۱۲۳۳ھ) لکھتے ہیں: **وأمّا الرّقص والتّصفيق والصّريخ وضرب الأوتار والصّجّ والبوق الّذی يفعله بعض من يدّعی التّصوّف ، فإنّه حرام بالإجماع ، لأنّها زیّ الکفّار .** ’’رہا رقص کرنا، تالیاں پیٹنا، شور شرابا، ہارمونیم بجانا، چیخ وپکار اور بگل بجانا، جو کہ صوفیت کے بعض دعویداروں کا معمول ہے، یہ بالاجماع حرام ہے،

Islamic Research Centre Rawalpindi

کیونکہ یہ کفار کا طور طریقہ ہے۔'' (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴، صفة الاذکار)

حصکفی حنفی لکھتے ہیں: من یستحلّ الرّقص قالوا بکفره ، ولا سیّما بالدّفّ یلهو ویزمر . ''جو رقص کو حلال سمجھتا ہے، وہ ان (علمائے کرام) کے بقول کافر ہے، خصوصاً جو ساتھ ساتھ کھیل تماشا کرتا اور ساز بجاتا ہے۔'' (الدر المختار : ٤/٤٤٦)

اس قول کی تشریح میں ابنِ عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸۔۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

والمراد به التّمایل والخفض والرّفع بحرکات موزونة کما یفعله بعض من ینتسب إلی التّصوّف ، وقد نقل فی البزازیة من القرطبیّ إجماع الأئمّة علی حرمة الغناء وضرب القضیب والرّقص . ''اس (رقص) سے مراد جھومنا اور موزون حرکات کے ساتھ نیچے اوپر ہونا ہے، جیسا کہ بعض وہ لوگ کرتے ہیں، جو تصوف کا دم بھرتے ہیں۔ بزازیہ میں علامہ قرطبی سے غناء، ڈھول پیٹنے اور رقص کرنے کی حرمت پر ائمہ کا اجماع و اتفاق نقل کیا گیا ہے۔''

(فتاوی شامی : ٤/٤٤٦)

مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۰۰۔۶۷۱ھ) لکھتے ہیں: استدلّ العلماء بهذه الآیة علی ذمّ الرّقص وتعاطیه ، قال الإمام أبو الوفاء ابن عقیل : قد نصّ القرآن علی النّهی عن الرّقص ، فقال : ﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْأَرْضِ مَرَحًا ﴾ وذمّ المختال والرّقص أشدّ المرح والبطر . ''اس آیتِ کریمہ سے علمائے کرام نے رقص اور اس میں انہماک کی مذمت پر استدلال کیا ہے۔ امام ابو الوفاء ابنِ عقیل کا فرمان ہے کہ قرآنِ کریم نے رقص کی ممانعت پر نص قائم کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْأَرْضِ مَرَحًا ﴾ (اور زمین پر اکڑ کر مت چلو)، جھومنا (ناچنا) اور رقص کرنا تکبر و غرور سے بھی (گناہ میں) سخت ہے۔'' (تفسیر القرطبی : ١٠/٢٦٣)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِی لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴾ (لقمان : ٣١/٦)

''اور کچھ لوگ بے ہودہ باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کے راستے سے گمراہ کریں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

Islamic Research Centre Rawalpindi

رقص لہوالحدیث ہے، لہٰذا ممنوع وحرام ہے۔

اس کے باوجود بعض گمراہ صوفی اس بدعتِ قبیحہ اور شنیعہ کو شرعی دلائل سے کشید کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں، جیسا کہ:

دلیل نمبر ①: سیدنا ایوب علیہ السلام کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴾ (صٓ : ۴۲/۳۸)

''(ہم نے حکم دیا اے ایوب!) اپنا پاؤں ماریں، (دیکھو) یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا اور پینے کو (میٹھا پانی ہے)۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **استدلّ بعض الجهّال المتزهّدة وطغام المتصوّفة بقوله تعالیٰ لأيّوب : ﴿ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ﴾ علیٰ جواز الرّقص ...**

''بعض زہد وتقویٰ کی ملمع سازی کرنے والے جاہلوں اور صوفی ازم کا نعرہ بلند کرنے والے کمینے لوگوں نے سیدنا ایوب علیہ السلام کو جاری کیے گئے فرمانِ باری تعالیٰ ﴿ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ﴾ (صٓ : ۴۲/۳۸) سے رقص کے جواز پر استدلال کیا ہے۔'' (تفسیر القرطبی : ۲۱۵/۱۵)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ گمراہ صوفیوں کے ردّ وجواب میں لکھتے ہیں:

وهذا الاحتجاج بارد ، لأنّه لو كان أمر بضرب الرّجل فرحا كان لهم فيه شبهة ، وإنّما أمر بضرب الرّجل لينبع الماء ، قال ابن عقيل : أين الدّلالة فی مبتلی أمر عند كشف البلاء بأن يضرب برجله الأرض لينبع الماء إعجازا من الرّقص ، ولئن جاز أن يكون تحريك رجل قد أنحلها تحكم الهوام دلالة علی جواز الرّقص فی الإسلام جاز أن يجعل قوله تعالیٰ لموسیٰ : ﴿ اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ﴾ دلالة علی ضرب الجماد بالقضبان ، نعوذ باللّٰه من التّلاعب بالشّرع .

''یہ استدلال بالکل بودا ہے، کیونکہ اگر پاؤں مارنے کا حکم خوشی کے لیے دیا گیا ہوتا تو ان کے لیے اس استدلال کی کوئی گنجائش ہوتی، سیدنا ایوب علیہ السلام کو تو اس لیے پاؤں مارنے کا حکم دیا گیا تھا کہ پانی پھوٹ پڑے۔ ابنِ عقیل کہتے ہیں کہ ایک بیمار آدمی، جسے بیماری سے نجات پانے کے لیے معجزہ کے طور پر پانی نکالنے کے لیے زمین پر پاؤں مارنے کا حکم دیا گیا، اس سے رقص کی دلیل کہاں سے آ گئی؟

Islamic Research Centre Rawalpindi

اگر کیڑوں کے کھائے ہوئے (سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم مبارک میں کیڑوں کا پڑنا بے ثبوت بات ہے۔ غ۔م) پاؤں کوحرکت دینے سے اسلام میں رقص کی دلیل لینا جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو پتھر پر عصا مارنے کے حکم کو جمادات کو ڈنڈے سے پیٹنے کی دلیل بنانا بھی جائز ہونا چاہیے۔ شریعت کوکھیل تماشا بنانے سے اللہ کی پناہ!'' (تلبیس ابلیس لابن الجوزی : ۱/۲۳۰)

دلیل نمبر ② : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وكان يوم عيد يلعب فيه السُّودان بالدّرق والحراب ، فإمّا سألت رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم وإمّا قال : أتشتهين تنظرين ؟ قلت : نعم ! فأقامني ورائه ، خدّي على خدّه ، وهو يقول : دونكم يا بني أرفدة ، حتّى إذا مللت ، قال : حسبك ، قلت : نعم ! قال : فاذهبي . ''عید کا دن تھا، حبشی لوگ ڈھالوں اور نیزوں کے ساتھ (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے۔ یا تو میں نے سوال کیا تھا یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا، کیا آپ دیکھنے کی خواہش مند ہیں؟ میں نے عرض کی ، جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا، میرا رخسار آپ کے رخسارِ مبارک کے اوپر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے، کھیلتے رہو، اے بنی ارفدہ! جب میں تھک گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بس؟ میں نے عرض کی، جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا جاؤ۔''

(صحیح بخاری : ۹۵۰، صحیح مسلم : ۲۰/۸۹۲)

صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: **جاء حبش يزفنون في يوم عيد في المسجد .** ''ایک بار عید کے دن حبشی لوگ آکر مسجد میں جنگی مشقیں کرنے لگے۔''

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کی روایت ہے: **كانت الحبشة يزفنون بين يدى رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ويرقصون ويقولون : محمّد عبد صالح ، فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم : ما يقولون ؟ قالوا : يقولون : محمّد عبد صالح .**

''حبشی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنگی مشقیں کر رہے تھے اور رقص کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیک آدمی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، یہ کیا کہتے ہیں؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیک آدمی ہیں۔''

(مسند الامام احمد : ۳/۱۵۲، وسندهٗ صحیح وصححه ابن حبان : ۵۸۷۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi

صحیح ابن حبان میں الفاظ ہیں: ویتکلّمون بکلام لا یفهمه .
''وہ ایسی کلام کر رہے تھے، جسے آپ ﷺ سمجھ نہیں پا رہے تھے۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے: وهم یلعبون ویرقصون .
''وہ کھیل رہے تھے اور ناچ رہے تھے۔'' (المعجم الاوسط للطبرانی : ١١٣٥٩)

اس کی سند سخت ''ضعیف'' ہے، کیونکہ: ① امام طبرانی رحمہ اللہ کے شیخ ہاشم بن مرثد کی توثیق ثابت نہیں۔ ② قرظہ راوی ''مجہول'' اور غیر معروف ہے۔ اس کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ (المیزان : ٣٨٧/٣) اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (التقریب : ٥٥٣٥) نے لا یُعرف (غیر معروف) کہا ہے، لہٰذا سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (٧٧٣-٨٥٢ھ) لکھتے ہیں: واستدلّ قوم من الصّوفیة بحدیث الباب علی جواز الرّقص وسماع آلات الملاهی ، وطعن فیه الجمهور باختلاف المقصدین ، فإنّ لعب الحبشة بحرابهم کان للتّمرین علی الحرب ، فلا یحتجّ به للرّقص فی اللّهو . ''صوفیوں کے ایک گروہ نے اس حدیث سے رقص اور آلاتِ موسیقی کے سماع پر استدلال کیا ہے۔ جمہور علمائے کرام نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے دونوں مقصد مختلف ہیں، کیونکہ حبشی لوگ تو جنگی مشق کے لیے نیزوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، لہٰذا اس سے لہو ولعب میں رقص کرنے پر کوئی دلیل نہیں لی جا سکتی۔'' (فتح الباری لابن حجر : ٥٥٣/٦)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (م ٥٩٧) لکھتے ہیں: زفن الحبشة نوع من المشی ، یفعل عند اللّقاء للحرب . ''حبشی لوگوں کے رقص سے مراد ایک قسم کی چال ہے، جو جنگ میں دشمن سے ملاقات کے وقت چلی جاتی ہے۔'' (تلبیس ابلیس لابن الجوزی : ٢٣٠/١)

❁ یہی بات علامہ قرطبی مفسر رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔ (تفسیر قرطبی : ٢١٥/١٥)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ یزفنون کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

معناه یرقصون ، وحمله العلماء علی التّوثّب بسلاحهم ولعبهم بحرابهم علی قریب من هیئة الرّقص ، لأنّ معظم الرّوایات إنّما فیها لعبهم بحرابهم ، فتتأوّل هذه اللّفظة علی موافقة سائر الرّوایات . ''اس کا معنی رقص کرنا ہے، علمائے کرام نے اس سے

مراد اسلحہ کے ساتھ ان کا اچھلنا کودنا اور نیزوں کے ساتھ ان کا کھیلنا مراد لیا ہے، جو کہ رقص کی کیفیت سے قریب قریب ہوتا ہے۔ چونکہ اکثر روایات میں ان کے نیزوں کے ساتھ کھیلنے کا ذکر ہے، لہٰذا اس لفظ کی باقی روایات کے مطابق ہی تفسیر کی جائے گی۔'' (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۸٦/٦)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **بينما الحبشة يلعبون عند رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم بحرابهم إذ دخل عمر بن الخطّاب ، فأهوىٰ إلى الحصباء يحصبهم بها ، فقال له رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : يا عمر ! دعهم .**

''اس دوران کہ حبشی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے نیزوں کے ساتھ (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے کہ اچانک سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور وہ کنکریوں کی طرف جھکے کہ ان کو ماریں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر! ان کو چھوڑ دو۔''

(مسند الامام احمد : ۳۰۸/۲، صحیح بخاری : ۲۹۰۱، صحیح مسلم : ۸۹۳)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حبشی لوگ عید کے دن، یعنی خوشی کے موقع پر جنگی مشقوں میں مصروف تھے۔ وہ یہ کام نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واکرام میں نہیں کر رہے تھے۔ تب ہی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کو ڈانٹنے لگے تھے اور کنکریاں مارنے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے پر آپ رضی اللہ عنہ رک گئے۔ اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم والا کام تھا تو کیا (نعوذ باللہ!) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گستاخِ رسول تھے کہ ان کو یہ کام پسند نہ آیا اور اس کو روکنے کے درپے ہو گئے تھے؟

بعض لوگ جہالت اور غلو کی بنیاد پر اس اقدام کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں رقص قرار دیتے ہیں، جبکہ محدثین کرام اس کو جنگی مشق قرار دے رہے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں یہ مشقیں دیکھ رہی تھی، یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود ہی وہاں سے چلی گئی۔ (مسند الامام احمد : ۳۳/٦، صحیح بخاری : ۹۴۹، صحیح مسلم : ۸۹۲)

❁ حافظ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (۵۷۸۔۶۵٦ھ) لکھتے ہیں:

وأمّا لعب الحبشة فى المسجد ، فكان لعبا بالحراب والدّرق تواثبا ورقصا بهما ، وهو من باب التّدريب على الحرب والتّمرين والتّنشيط عليه ، وهو من قبيل المندوب ، ولذلک أباحه النّبىّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم فى المسجد .

:: www.ircpk.com :: www.ahlulhadeeth.net

Islamic Research Centre Rawalpindi

''رہا حبشی لوگوں کا مسجد میں کھیلنا تو یہ نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ اچھل کود تھی۔ یہ جنگی تربیت، ٹریننگ اور مشق تھی۔ یہ مستحب کاموں میں سے ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اس کی اجازت دی تھی۔'' (المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبي : كتاب الجمعة ، باب ما يقرأ به في صلاة العيدين)

حاصل یہ ہے کہ جنگی مشق کے دوران ایک مخصوص حرکت اور انداز کو رقص سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسا کہ محدثین کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا ہے۔

دلیل نمبر ② : سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أتينا رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أنا وجعفر وزيد ، فقال لزيد : أنت أخونا ومولانا ، فحجل ، وقال لجعفر : أشبهت خَلقي وخُلقي ، فحجل وراء حجل زيد ، ثمّ قال لي : أنت منّي وأنا منك ، فحجلت وراء حجل جعفر .

''میں، جعفر (بن ابی طالب) اور زید (بن حارثہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ ہمارے بھائی اور دوست ہیں، وہ ناچے۔ آپ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ شکل وصورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہیں تو وہ زید کے ناچنے کے پیچھے ناچے، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، آپ مجھ سے اور میں آپ سے ہوں، اس پر میں جعفر رضی اللہ عنہ کے ناچنے کے پیچھے ناچا۔'' (مسند الامام احمد : ۱۰۸/۱، السنن الكبرى للبيهقي : ۶/۸، ۲۲۶/۱۰)

تبصرہ : اس کی تین سندیں ہیں، ایک مسند احمد میں اور دو بیہقی میں، لیکن یہ سب کی سب ''ضعیف'' ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ والی سند ابو اسحاق السبیعی کی ''تدلیس'' کی بنا پر ''ضعیف'' ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی دو سندیں پیش کی ہیں۔ پہلی سند (۵/۸۔۶) میں اگرچہ ابو اسحاق السبیعی نے سماع کی تصریح کی ہے، مگر اس سند کا ایک راوی عبداللہ بن محمد (بن سعید) بن ابی مریم سخت ''ضعیف'' ہے۔

امام ابنِ عدی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: **عبد اللّٰه بن محمّد بن سعيد بن أبي مريم مصريّ ، يحدّث عن الفريابيّ وغيره بالبواطيل ...**

''عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم مصری ہے۔ یہ فریابی وغیرہ سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔''

Islamic Research Centre Rawalpindi

نیز لکھتے ہیں: وعبد اللّٰہ بن محمّد بن سعید بن أبی مریم هذا إمّا أن یکون مغفّلا لا یدری ما یخرج من رأسه أو یتعمّد ، فإنّی رأیت له غیر حدیث ممّا لم أذکره أیضا هاهنا غیر محفوظ . ''یہ عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم راوی یا تو اتنا غیر حاضر دماغ تھا کہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے یا پھر یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا، کیونکہ میں نے جو احادیث یہاں ذکر نہیں کیں، ان میں بھی اس کی کئی غیر محفوظ احادیث دیکھی ہیں۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : ٤/٢٥٥)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وهو ضعیف جدّا . ''یہ سخت ضعیف راوی ہے۔'' (مجمع الزوائد : ٢/٣٨٩)

اس میں دوسری علت یہ ہے کہ ابو اسحاق السبیعی ''مختلط'' ہیں، ان سے بیان کرنے والے راوی زکریا بن ابی زائدہ ہیں، جو کہ ان سے اختلاط کے بعد بیان کرتے ہیں۔

اور دوسری سند (١٠/٢٦٦) میں ان سے اختلاط سے پہلے بیان کرنے والے راوی اسرائیل بن یونس بیان کرتے ہیں، لیکن وہاں ابو اسحاق ''عن'' سے بیان کر رہے ہیں اور وہ ''مدلس'' بھی ہیں، لہٰذا یہ واقعہ تمام سندوں سے مردود ہے۔ والحمد للّٰہ !

حافظ بیہقی رحمہ اللہ (م ۴۵۸ھ) لکھتے ہیں: وفی هذا إن صحّ دلالة علی جواز الحجل ، وهو أن یرفع رجلا ویقفز علی الأخری من الفرح ، فالرّقص الّذی یکون علی مثاله یکون مثله فی الجواز . ''اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اس میں حجل کی اجازت ہے، وہ یہ ہے کہ آدمی خوشی سے ایک ٹانگ اٹھائے اور دوسری پر ناچے، چنانچہ جو رقص اس طرح کا ہوگا، وہ جواز میں اسی کی طرح ہوگا۔'' (السنن الکبرٰی للبیهقی : ١٠/٢٢٦)

جب یہ روایت ہی بلحاظِ سند ثابت نہیں ہو سکی تو اس کی دلالت بھی خود بخود ختم ہو گئی۔ دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ حافظ بیہقی رحمہ اللہ بھی اسے صحیح نہ سمجھتے تھے، ورنہ تردّد کا اظہار نہ کرتے۔

دلیل نمبر ④ :

محمد بن علی بن الحسین الباقر رحمہ اللہ (٥٦-۱۱۸ھ) فرماتے ہیں:

إنّ ابنة حمزة لتطوف بین الرّجال إذ أخذ علیّ بیدها ، فألقاها إلی فاطمة فی هودجها ، قال : فاختصم فیها علیّ وجعفر وزید بن حارثة ، حتّی ارتفعت أصواتهم ،

Islamic Research Centre Rawalpindi

فأيقظوا النبيّ صلّى الله عليه وسلّم من نومه ، قال : هلمّوا ، أقض بينكم فيها وفي غيرها ، فقال عليّ : ابنة عمّي ، وأنا أخرجتها ، وأنا أحقّ بها ، وقال : جعفر : ابنة عمّي وخالتها عندي ، وقال زيد : ابنة أخي ، فقال في كلّ واحد قولا رضيه ، فقضى بها لجعفر وقال : الخالة الوالدة ، فقام جعفر ، فحجل حول النبيّ صلّى الله عليه وسلّم ، دار عليه ، فقال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم : ما هذا ؟ قال : شيء رأيت الحبشة يصنعونه بملوكهم . ''حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی مردوں کے درمیان گھوم رہی تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہودج میں ڈال دیا۔ پھر اس کے بارے میں سیدنا علی، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم جھگڑ پڑے، یہاں تک کہ ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں اور انہوں نے (اپنے شور سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آؤ میں تمہارے درمیان اس بارے میں اور دوسرے معاملات میں فیصلہ کروں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ یہ میری چچا زاد ہے اور میں نے اسے ساتھ لیا ہے اور میں ہی اس کا زیادہ حق دار ہوں۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میری چچا زاد ہے اور اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یہ میری بھتیجی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے لیے ایسی بات کہی، جس نے ان سب کو راضی کر دیا، پھر فیصلہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کر کے فرمایا، خالہ والدہ ہی ہے۔ اس پر سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ناچنے لگے اور چکر لگانے لگے۔ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا، یہ کیا ہے؟ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یہ ایسا کام ہے، جو میں نے حبشی لوگوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا تھا۔''

(طبقات ابن سعد : ٤/٣٥_٣٦، مصنف ابن ابی شیبة : ١٠/١٧٠، مختصراً)

تبصرہ : اس کی سند ''ضعیف'' ہے، کیونکہ:

① محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ تابعی ہیں اور وہ ڈائریکٹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

② حفص بن غیاث ''مدلس'' ہیں۔ ثقہ مدلس بخاری و مسلم کے علاوہ ''عن'' سے روایت کرے تو وہ ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ اس میں سماع کی تصریح نہیں ہے۔

دلیل نمبر ⑤ : قال محمّد بن عمر الواقديّ : حدّثني ابن أبي

Islamic Research Centre Rawalpindi

حبيبة عن داوٗد بن الحصين عن عكرمة عن ابن عبّاس ، قال : فلمّا قضىٰ بها لجعفر قام جعفر ، فحجل حول رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، فقال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : ما هذا يا جعفر ! قال : يا رسول اللّٰه ! كان النّجاشيّ إذا أرضىٰ أحدًا قام ، فحجل حوله . ''سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ کی بیٹی کا فیصلہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کر دیا تو وہ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ناچنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے جعفر! یہ کیا؟ عرض کی، اے اللہ کے رسول! نجاشی جب کسی کو خوش کرتا تو وہ شخص کھڑا ہوتا اور نجاشی کے گرد ناچتا (اسی لیے میں نے ایسا کیا ہے)۔''

(المغازی لمحمد بن عمر الواقدی : ۷۳۸/۲، تاریخ دمشق لابن عساکر : ۳۶۱/۱۹، کنز العمال : ۱۴۰۳۳)

تبصرہ: یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی محمد بن عمر الواقدی جمہور کے نزدیک ''ضعیف، متروک اور کذاب'' ہے۔

حافظ ابنِ ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **وقد ضعّفه الجمهور .** ''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہوا ہے۔'' (البدر المنیر لابن الملقن : ۳۲۴/۵)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اسے ''متروک'' کہا ہے۔ (تقریب التھذیب : ۶۱۷۵)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **كتب الواقديّ كذب .** ''واقدی کی کتابیں جھوٹ کا پلندا ہیں۔'' (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : ۲۱/۸، وسندہٗ صحیح)

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **لأنّه عندي ممن يضع الحديث .**

''میرے نزدیک یہ جھوٹی احادیث گھڑنے والا ہے۔'' (الجرح والتعدیل : ۲۱/۸)

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔ (الکامل لابن عدی : ۲۴۱/۶، وسندہٗ حسن)

امام بخاری، امام ابوزرعہ، امام نسائی اور امام عقیلی رحمہم اللہ نے اسے ''متروک الحدیث'' کہا ہے، امام یحییٰ بن معین اور جمہور نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

امام ابنِ عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **يروي أحاديث غير محفوظة والبلاء منه ، ومتون أخبار الواقديّ غير محفوظة ، وهو بيّن الضّعف .** ''یہ غیر محفوظ احادیث

Islamic Research Centre Rawalpindi

بیان کرتا ہے اور یہ مصیبت اسی کی طرف سے ہے، واقدی کی احادیث کے متون غیر محفوظ ہیں، وہ واضح ضعیف راوی ہے۔" (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی : ۲۴۳/۶)

② داؤد بن الحصین کی عکرمہ سے روایت کے متعلق امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما روی عن عکرمة فمنکر الحدیث . "جو احادیث یہ عکرمہ سے بیان کرتا ہے، ان میں منکر الحدیث ہوتا ہے۔" (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : ۴۰۹/۳، وسندہٗ صحیحٌ)

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وأمّا الحجل فهو نوع من المشی یفعل عند الفرح ، فأین هو من الرّقص ؟ "حجل ایک قسم کی چال ہے، جو خوشی کے وقت چلی جاتی ہے، اس کا رقص سے کیا تعلق؟" (تلبیس ابلیس لابن الجوزی : ۲۳۰/۱)

دلیل نمبر ⑥ : سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

"جب سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا۔ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ناچنے لگے، یعنی اپنی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں ایک ٹانگ پر چلنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔"

(دلائل النبوة للبیهقی : ۲۴۶/۴، ح : ۱۵۹۶)

تبصرہ : یہ روایت جھوٹ کا پلندا ہے، کیونکہ:

① امام بیہقی رحمہ اللہ اس کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: فی إسناده إلی الثّوریّ من لا یعرف . "اس حدیث کی سفیان ثوری کی طرف سند میں ایک مجہول راوی ہے۔"

② امام سفیان ثوری "مدلس" ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

③ ابوالزبیر بھی "مدلس" ہیں اور "عن" کے ساتھ بیان کر رہے ہیں، جو کہ "مدلس" سے بخاری و مسلم کے علاوہ قبول نہیں ہوتا۔

نوٹ : بنتِ حمزہ کا واقعہ صحیح بخاری (۲۶۹۹ وغیرہ) میں بھی موجود ہے، لیکن وہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناچنے کا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا ان روایات پر ضعف کا جو حکم لگایا گیا ہے، وہ ناچ والے سیاق کے متعلق ہے۔

الحاصل : رقص ممنوع و حرام ہے، اس کے جواز پر کوئی دلیلِ شرعی نہیں ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi